خطبہ جمعہ

پاک اور صاف ہونے کے لئے آنحضرت ﷺ پر درود پڑھنا بہت ضروری ہے

اپنے مظلوم بھائیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو اس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور اس بات سے خدا کا شکر کریں کہ آپ کی مماثلت ظلم کرنے والوں سے نہیں بلکہ مظلوموں سے ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲/اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۲/شہادت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰۤاَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾۔

(سورة المدثر آيات ۱ تا ۵)

ابھی جو قربانیوں کی عید گزری ہے اس کا تعلق خانۂ کعبہ سے ہے۔ اُس خانہ کعبہ میں جس کے گرد یہ عید گھومتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت صحنِ کعبہ کو پاک اور صاف کیا اور آپ کو یہی حکم تھا کہ ہر آنے جانے والے کے لئے اس جگہ کو پاک اور صاف رکھو۔ اس سے دل کی پاکیزگی بھی مراد تھی اور روح کی پاکیزگی اور جسم کی پاکیزگی بھی مراد تھی۔ پس اسی تعلق میں میں نے آج ان آیات کی تلاوت کی ہے کیونکہ خانہ کعبہ کا معراج یعنی جن مقاصد کے لئے بنایا گیا ان کا معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں ظاہر ہوا اور یہ تعلیم جو ان آیات میں مذکور ہے آج بھی اسی تعلیم سے تعلق رکھنے والی ہے۔

پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ يٰۤاَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کر اور اپنے رب پر ہی توجہ مرکوز کر۔ وَرَبَّكَ۔ رَبَّكَ چونکہ منصوب ہے اس لئے اس میں رَبّ کے لفظ کو اہمیت دینے کے لئے اسے منصوب رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف ہی توجہ مرکوز کر اور بڑائی بیان کر، اس کی یعنی اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں کیونکہ لباس سے مراد قریبی ساتھی بھی ہوا کرتے ہیں اسی لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرمایا گیا ہے۔ تو فرمایا اپنے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں پر نگاہ رکھ۔ یہ جو ہے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور انہیں پاک کر۔ یہاں نگاہ رکھ کا مضمون اسی طرح ثِيَابَكَ کے منصوب ہونے سے تعلق رکھتا ہے گویا کہا جا رہا ہے ثِيَابَكَ خیال کر اپنے ساتھیوں کا، اپنے کپڑوں کا جو تیرے ساتھ لگے رہتے ہیں وہ سب ثیاب ہیں تیرے۔ پس ان پر بھی نظر رکھ، ان پر نظرِ تلطف بھی رکھ اور ان کی تربیت کی خاطر بھی ان پر نظر رکھ۔ یہ دونوں مضامین اس لفظ ثِيَابَكَ میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کو بہت پاک کر، اپنی صحبت سے، اپنے قرب کے نتیجے میں، اپنی نصیحتوں سے بار بار ان کی پاکیزگی کے ذرائع اختیار کر۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُر اور جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے اس سے کلیۃً الگ ہو جا۔ فَاهْجُر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے نعوذُباللّٰہ مِن ذٰلك ناپاکی تھی اس کو چھوڑ دے۔ فَاهْجُر کا مطلب ہے جیسے ہجرت کر جاتا ہے انسان، کلیۃً الگ ہو جا۔ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ میں رُجز نہیں تھا۔ یہ کیسا اعلیٰ مضمون ہے جو اس کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے کہ صحابہ میں اگر رجز ہوتا تو ان سے کلیۃً علیحدگی کا حکم اور انہیں ساتھ رکھ اور پاک رکھ کا حکم اکٹھے چل ہی نہیں سکتے تھے۔ بہت ہی گہرا اور پیارا کلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کی بھی مدح کر دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح کے ساتھ۔ کہ تیرے قریب رہنے والے پاک ہی ہیں مگر اور بھی خیال کر، اور بھی پاک و صاف کر، تلطف کی نگاہیں ان پر ڈال، وہ تیرے قریب تر چلے جائیں اور جتنا قریب ہونگے اتنا پاک سے پاک تر ہوتے چلے جائیں گے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے تعلق میں میں نے آج کا خطبہ دینا ہے اور اس سلسلے میں کچھ احادیث ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ضمناً ایک بات میں یہ بھی بتا رہا ہوں کہ **مُحَرَّم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے دُرود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر مُحَرَّم کے دردناک ایام کے تصور سے دُرود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں، سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی دُرود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور مُحَرَّم کے تصوّر سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں۔**

اب میں حدیثوں میں سے پہلی حدیث بیان کرتا ہوں جو مسلم کتاب الطہارۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ (مسلم كتاب الطهارة باب فضل الوضوء)۔

اگر مومن ہو تو ظاہری بدن کی بھی پاکیزگی رکھو اور دل کی بھی پاکیزگی اختیار کرو۔ بدن کی پاکیزگی کے بغیر دل کی سچی پاکیزگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ **جتنے بھی خدا کے پیارے ہیں جو اعلیٰ مقامات تک بلند کئے گئے وہ سارے کے سارے اپنے بدن کو ضرور پاک رکھتے تھے اور بدن کی پاکیزگی کے ساتھ دل کی پاکیزگی کی طرف توجہ رہتی تھی۔** درحقیقت دل پاک ہوتا تھا تو بدن پاک کیا جاتا تھا، دل پاک ہوتا تھا تو اللہ کی آماجگاہ بنتا تھا اور جس بدن نے وہ دل سمیٹا ہوا تھا اس بدن کو پاک صاف کرنے کا خیال از خود اس کے نتیجے میں پیدا ہوتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان تین جملوں میں ایمان کا مضمون بیان فرما دیا۔ طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔

ایک حدیث ترمذی کتاب الادب سے لی گئی ہے۔ صالح ابن ابی حسان کہتے ہیں کہ میں نے سعید ابن المسیّب سے سنا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاک کو پسند کرتا ہے۔ صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے۔ یعنی بہت معزز ہے اور کریم لفظ میں سخاوت بھی ہے اور عزت بھی دونوں اکٹھے پائے جاتے ہیں اس لئے کرم کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ غالباً آپ نے کہا تھا یعنی اسکے علاوہ مجھے یہ بھی یاد پڑتا ہے اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ (ترمذی كتاب الادب باب ما جاء في النظافة)

اب اس حدیث نبوی ﷺ میں ایک دو باتیں وضاحت طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکی کو پسند کرتا ہے یہ تو بالکل واضح اور کھلی بات ہے لیکن صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ صاف کا کیا مفہوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو گندگی لگ ہی نہیں سکتی۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ چونکہ موجود ہے جہاں بظاہر ناپاک چیزیں بھی ہوتی ہیں لیکن اللہ کو نہیں چھو سکتیں اس کی ناپاکی کو ذرہ بھی میلا نہیں کر سکتیں۔ پس تم بھی ایسی دنیا میں سفر کرو گے ایسی دنیا میں زندگی گزارو گے کہ اردگرد ناپاکی رہے گی تم بھی خدا کی طرح اس پاکی کو، اپنے آپ کو میلا نہ کرنا۔ اور اگر یہ خیال کرو گے تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کی نقل اتار رہے ہو گے اس کی متابعت کر رہے ہو گے۔

اللہ تعالیٰ صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے اور کرم کو پسند کرتا ہے۔ دوسروں پر احسان کرو لیکن کرم کا لفظ ایسے احسان کے لئے بولا جا سکتا ہے جس میں احسان کے ساتھ اس کی عزت نفس کی حفاظت بھی پائی جائے کہ کریم وہ ہے جس کے اندر صفات حسنہ پائی جاتی ہیں اور وہ احسان ایسا نہیں کرتا کہ کسی کے اوپر اس احسان کو رگڑے اور گویا کہ ظاہر کرے کہ میں تیرا محسن ہوں۔ اللہ نے دیکھو کتنے احسان کئے ہیں بنی نوع انسان پر لیکن ان سے بے نیاز ہے کہ وہ اس کے مقابل پر کیا سلوک کرتے ہیں۔ تو کریم وہ ہے جو مستغنی بھی

ہے۔ احسان کرتا ہے مگر احسان کا پیچھا نہیں کرتا تا کہ جس پر احسان کیا جارہا ہے اس کو محسوس نہ ہو اور ایسا احسان کرتا ہے کہ جس پر احسان کرے حقیقت میں وہ معزز بھی ہوتا چلا جاتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تو یہ بھی کھلی کھلی واضح بات ہے۔

اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ میرے نزدیک یہ دو جملے الگ الگ ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ یہودی صحنوں کو ناپاک رکھتے تھے۔ کہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی، تاریخ سے ثابت نہیں کہ یہود اپنے صحنوں کو گندہ رکھتے ہوں۔ مراد یہ ہے کہ تم اپنے صحنوں کو پاک رکھو کیونکہ ہر جگہ کو مسجد بنادیا گیا ہے اور مومن کے گھر کے صحن بھی صاف ستھرے اور پاک رہنے چاہئیں اگر وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے تو کسی گند کا کوئی وہم بھی نہ پیدا ہو۔ صاف ستھرا پاکیزہ ماحول ہو اور صحن ہمیشہ صاف رہا کریں۔

علاوہ ازیں یہ فرمایا ہے اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہود کی مشابہت اختیار نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہود نے جو خصلتیں اختیار کرلی تھیں جن کے نتیجے میں مغضوب بنائے گئے۔ مراد یہ ہے کہ ان سب خصلتوں سے دور بھاگو۔ کوئی بھی ایسی بات نہ کرو جس سے یہود کی عادتوں کا ایسا تعلق ہو کہ گویا اگر تم ان کی متابعت کروگے تو یہود کی طرح تم بھی مغضوب بنادیئے جاؤ گے۔ کہ خدا کے غضب سے دور بھاگو یا یہود کی مشابہت نہ کرو دراصل یہ ایک ہی چیز کے دو اظہار ہیں۔

ایک اور حدیث حضرت ابوامامہ کی روایت ہے اور سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔ جس صفائی کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے یہ اس کی مزید تشریح ہے کہ کہاں تک صفائی پسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کہاں تک صاف رہتے تھے اور کہاں تک صفائی پسند فرماتے تھے اور کہاں تک امت کو صاف اور پاک رکھنا چاہتے تھے۔ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ اپنے اردگرد جو اپنے قریبی ہیں ان کو بھی پاک کرا اور یہ پاکی جو ہے اس کا بہترین نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی ذات میں دکھادیا۔ پس جو بھی آپ کے قریب ہوا کرتے تھے وہ بھی نمونہ سیکھا کرتے تھے۔

فرمایا **مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے ،ربّ کی رضا کا موجب ہے** کہ اللہ تعالیٰ کو ظاہری و باطنی دونوں صفائیاں پسند ہیں۔ جس دل میں خدا بیٹھے اس کا ماحول بھی تو صاف ہونا چاہئے اس لئے فرمایا رب کی رضا کا موجب ہے۔ جبرائیل جب بھی میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سے منہ کی صفائی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ہمیشہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مسواک کرنے کی یاد دلایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی، خطرہ ہوا کہ فرض قرار دے دی جائے گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود بھی اگر امت کو کوئی حکم دیتے اور اس کا پابند کرتے تو اس میں مسواک کی پابندی بھی شامل ہوتی مگر ایسا فرض نہیں بنانا چاہتے تھے کہ کمزوروں کے اوپر وہ گناہ ڈال دے یعنی اس فرض سے جب وہ غافل ہوں تو وہ گنہگار بن جائیں۔

پس یہ حکمت تھی آپ کے رحم کی جس کی وجہ سے مسواک کو خود باقاعدگی سے کرنے کے باوجود اسے فرض نہیں کیا حالانکہ دل چاہتا تھا کہ فرض کردیں۔ تو دل کا چاہنا اور بات ہے اور بعض حکمتوں کے پیش نظر چاہنے کے باوجود فرض نہ کرنا ایک اور بات ہے۔ پس اس حدیث میں یہی بیان ہے جب بھی جبرائیل میرے پاس آئے انہوں نے مجھے مسواک کرنے کی تاکید کی یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں اسے ان پر فرض قرار دے دیتا۔ اب فرض تو اللہ قرار دیا کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نہیں قرار دیا کرتے تھے مگر مراد یہ ہے کہ اللہ پر نظر رکھتے ہوئے جبرائیل کی بار بار تاکید کے نتیجے میں بھی یہی کام کرتا مگر وہی مشقت کا ڈر ہے کہ کہیں میری امت پر بہت زیادہ مشقت نہ پڑجائے اس لئے میں نے اس کو فرض قرار نہ دیا۔

مگر فرماتے ہیں میرا تو یہ حال ہے کہ میں اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مسوڑھوں کے رگڑے جانے کا ڈر ہوجاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ و سننھا ۔ باب السواک) اور واقعۃً مسواک سے مسوڑھے وغیرہ کافی ضرب کھاتے رہتے ہیں اور رگڑے بھی جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ خاص سمت میں مسواک کی جائے اور آنحضرت ﷺ اسی خوف کے پیش نظر کہ غلط سمت میں مسوڑھے نہ رگڑے جائیں ہمیشہ نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی طرف مسواک کرتے تھے۔ اس کے نتیجے میں دانت بھی مضبوط ہوتے تھے اور دانتوں کے گرد جو گوشت ہے وہ رفتہ رفتہ اوپر چڑھتا تھا اور وہاں سے دانت

کھائے نہیں جاتے تھے تو دانتوں کو مضبوط کرنے کے لئے یہ بہت ہی عمدہ نسخہ ہے۔

ایک حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے صحیح بخاری کتاب الجمعة باب السواک یوم الجمعة سے لی گئی ہے۔ یعنی مسواک کا تو ہر وضو کے ساتھ تعلق ہے اگر ہو سکتا ہو، آج کل وہ مسواک تو ملنی مشکل ہے لیکن ایسے دانتوں کے برش لینے چاہئیں جو نرم نرم ہوں۔ مسواک بھی نرم ہوتی ہے اور نرم ہونے کی وجہ سے وہ نقصان نہیں پہنچاتی۔ تو ہمیشہ نرم برش لینے چاہئیں اور ماہر ڈاکٹروں کے تیار کردہ برش لینے چاہئیں اور ان کو اس طرح حرکت دینی چاہئے کہ نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی طرف۔ اگر شروع ہی سے یہ عادت ہو کسی کو تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے دانت بڑھاپے تک بھی صحیح رہیں گے۔ لیکن اگر بچپن میں بے احتیاطیاں کی گئی ہوں، غلط طرف سے مسواک کی جاتی رہی ہو اور میں بھی برش تو ہمیشہ کرتا رہا لیکن سخت لیتا رہا اور دائیں سے بائیں بھی برش کو چلاتا رہا اور اس کی وجہ سے جو بھی نقصان دانتوں کو پہنچا ہے اسی وجہ سے پہنچا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل سے مضبوط ہیں اور اس عمر میں جو دانتوں کا حال ہونا چاہئے وہ نہیں ہوا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں ضرور انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اس لئے یہ خیال کریں کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک اگر کر سکتے ہوں یا برش کر سکتے ہوں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو یہ بہت بہتر ہے۔ منہ کو پاک و صاف رکھتا ہے اور ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے دونوں کے لئے ضروری ہے میاں کے لئے بھی اور بیوی کے لئے بھی۔ **جن کے منہ سے بدبو کے بھبھاکے آتے ہیں ان کی ازدواجی زندگی بھی تباہ ہو جایا کرتی ہے**۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ اختیار کریں اور اپنے منہ کو بہت ہی پاک و صاف رکھیں اندر سے خوشبو اٹھے۔ منہ سے بدبو آنے کا کوئی دور کا بھی سوال نہ رہے۔

اس تعلق سے معدے کا خیال از خود ضروری ہو جاتا ہے۔ جو لوگ کھانا احتیاط سے کھائیں، رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کے مطابق کھائیں ان کے معدے سے بدبو نہیں اٹھتی نہ معدے سے بدبو انتڑیوں کے ذریعے خون میں جذب ہوتی ہے۔ اگر معدے کی بدبو انتڑیوں کے ذریعے خون میں داخل ہو جائے تو یہ پھیپھڑوں میں بھی داخل ہوتی ہے اور جتنا مرضی منجن کریں بدبو ضرور آئے گی۔ پس یہ بھی ایک احتیاط ہے جس کی میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ **اپنے معدے کا ضرور خیال کریں ورنہ دانت کی مسواک بالکل بیکار جائے گی**۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جتنا کھاتے تھے، جس احتیاط سے کھاتے تھے، جس طرح چبا چبا کر کھاتے تھے اس کے نتیجے میں آپ کے منہ سے ہمیشہ خوشبو اٹھتی تھی بدبو کبھی نہیں اٹھتی تھی جو اس بات کی گواہی ہے کہ آپ اپنے معدے کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔

حضرت حذیفہؓ کی ایک روایت بخاری سے لی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب السواک)۔ کسی جگہ قیام مراد نہیں ہے، خدا کے حضور جب تہجد کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے تو محض پانچ نمازوں میں ہی نہیں تہجد کی نماز میں بھی خیال رکھتے تھے کہ تہجد سے پہلے مسواک ضرور کیا کریں۔

ایک اور حدیث صحیح بخاری کتاب المغازی سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران عبدالرحمٰن بن ابو بکر، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یعنی حضرت عائشہ کے بھائی۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو منہ کی بو کا یا خوشبو کا آخر وقت تک خیال رہتا تھا یعنی رخصت ہونے کے وقت جو آخری سنت آپ نے پیچھے چھوڑی ہے اس میں یہ منہ کی مسواک بھی داخل ہے۔ بہت ہی دردناک اور بہت ہی پر معارف کلام ہے جس سے خوشبو کے لپکے نکلتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم کی خدمت میں عبدالرحمٰن بن ابو بکر حاضر ہوئے اس وقت میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ یہ رخصت کا نظارہ بھی خوب ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دیئے ہوئے سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ میں نے جو دیکھا تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی نظر عبدالرحمٰن پر پڑی وہ تازہ مسواک لئے ہوئے تھے، ان کے ہاتھ میں تھی تازہ مسواک۔ میں سمجھ گئی رسول اللہ ﷺ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے وہ مسواک اپنے منہ سے نرم کی پھر دھو کر صاف کر کے آنحضور ﷺ کو دی تو آپ نے اس کے ساتھ منہ کو اس طرح صاف کیا کہ اس سے قبل اس عمدگی سے منہ صاف کرتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا۔

کس وقت کی بات ہے!؟ جب روح جسم خاکی کو چھوڑنے والی تھی اس وقت کی بات ہے۔ کہتی ہیں اتنا منہ صاف کیا کہ میں نے زندگی بھر کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس قدر احتیاط سے اپنے منہ کو صاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ یا انگلی اوپر اٹھائی اور فرمایا فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَىٰ، فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَىٰ۔ عین آخری لمحے کی بات ہے۔ یہ انگلی اوپر اٹھائی اور کہا اعلیٰ رفیق جو سب سے بلند سا تھی ہے میری زندگی کا، ہمیشہ ہمیش کے لئے میرا دوست ہے جو سب سے بلند ہے اسی کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا اور جان دے دی۔ یہ آخری لمحے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے۔ وہ جو محمد رسول اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ کیسے بھلا سکتے ہیں اس بات کو۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے منہ کی پاکیزگی کا خیال نہ رکھیں تو ان کی محبت کے دعوے جھوٹے ہیں۔ فرمایا میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان یہ واقعہ گزرا۔

آپ کا سر میرے سینے سے لگا ہوا تھا۔(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاته)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اور اس کا جمعہ سے تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عید ہے۔ دو عیدیں تو سال میں آتی ہیں ایک عید سال کے بعد آیا کرتی ہے۔ ایک سال گزرنے کے بعد عید کا چکر چلتا ہے۔ یہ جمعہ تو ہر ہفتہ ہونے والی عید ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا، یہ عید ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔ ایسی عید جو ہر ہفتہ آئے یہ اور دنیا میں کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی صرف مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔ پس جو کوئی جمعہ پر آئے اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کرنا اپنے لئے لازمی کرلو۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے لازمی کرلو سے مراد یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ کے دن لازمی کرلو وہ تو لازمی رہنی ہی چاہئے اس لئے جمعہ کے دن کم سے کم ایک دفعہ تو نہاؤ اور خوشبو لگاؤ اور مسواک کے متعلق تو میں توقع رکھتا ہوں کہ میری امت اسے ہمیشہ لازم کرلے گی۔(سنن ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیھاباب ما جاء فی الزینة یوم الجمعة)

مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے متعلق بات کرتا ہوں کسی صحابی کی تو میرے منہ سے 'عرض کرنا' نکل جاتا ہے مگر یہاں فرمانا بھی درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں فرمایا ہمیں فرمایا ہے۔ پس عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ سے ایسی بو آئے جس سے کسی کو تکلیف ہو۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار)۔ اس لئے آپ کے جو گوشے نرم تھے امت کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے اس میں یہ بھی ایک گوشہ تھا کہ کوئی شخص کسی وجہ سے آپ سے دور نہ ہٹ سکے اور اپنے کپڑوں کو سمیٹنا اسی مضمون کا ایک طبعی حصہ ہے۔ جب بھی کسی کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچے گی وہ پیچھے ہٹے گا مگر آپ کو تو حکم تھا کہ اپنے بدن سے چمٹائے رکھو ان سب کو۔ پس آپ ادنیٰ سی بھی تکلیف کا موجب نہیں بننا چاہتے تھے اور بو کے متعلق احتیاط اسی کے نتیجے میں تھی۔

ایک روایت صحیح بخاری سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں میں نے موٹا اور باریک ریشم آنحضرت ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ آنحضور ﷺ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلوے بھی نرم تھے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال تھا اس لئے جن لوگوں نے روایتوں میں یہ پڑھا ہوا تھا تو بعض دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پہچاننا چاہتے تھے کہ یہ واقعۃً محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا غلام ہے کہ نہیں اور ہتھیلیوں کو ہاتھ لگا لگا کے، مل مل کے اور تلووں کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ ایک صاحب نے کچھ زیادہ ہی اس میں شدت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہنس کے فرمایا کہ میرا امتحان نہ لو، مجھے پتہ ہے تم کیا کر رہے ہو لیکن وہ بعد میں بیان کرتے ہیں کہ بہت ہی ہم نے نرم اور گداز پایا ان دونوں چیزوں کو، ہتھیلیوں کو بھی اور پاؤں کے تلووں کو بھی۔

اور نہ ہی کوئی خوشبو آنحضور ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر سونگھی ہے(صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبی ﷺ)۔ بو کا تو سوال ہی نہیں۔ خوشبو کہتے ہیں ایسی اٹھتی تھی آپ کے بدن سے کہ اس سے بہتر میں نے زندگی بھر کوئی اور خوشبو نہیں سونگھی۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی اور آپ اپنے گھر کی طرف نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ نکلا۔ کچھ بچے آپ کو ملنے لگے تو آپ باری باری ان کے رخسار پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ یہ سنت ہے رسول اللہ ﷺ کی اس لئے بعض لوگ شاید تعجب کرتے ہیں کیونکہ میں سارے بچوں کے کلّوں پر تھپکتا ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت ہے بچوں کے کلّوں کو تھپکایا کرتے تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ کا ہاتھ ٹھنڈا اور ایسا خوشبودار پایا جیسے آپ نے ابھی ابھی عطار کے عطردان سے نکالا ہو۔ ایسی خوشبو اٹھ رہی تھی ہاتھ سے اور وہ ٹھنڈا تھا یعنی بہت گرم جو تکلیف دہ گرم ہوتا ہے وہ بھی نہیں تھا لیکن ٹھنڈے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نرمی تھی اچھا لگتا تھا۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحة النبیؐ ولین مسه و التبرك بمسحه)۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پڑھ کے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور چونکہ آج خطبے کے تھوڑی دیر بعد ہی عصر کی نماز سے پہلے پہلے مجھے ایک سفر پر جانا ہے اسلئے آج بھی نمازیں جمع کی جائیں گی۔ یہ استثنائی صورت ہے جب سفر پر جانا ہو، امام نے سفر پر جانا ہو تو مقتدیوں کے لئے بھی نماز جمع کرنا جائز ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ "اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے"۔ اور جو لوگ بھی توبہ کرنا چاہتے ہیں وہ اس ظاہری پاکیزگی کو نظرانداز نہ کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں یہ شرط ہے اور اس ظاہری پاکیزگی کے ساتھ دل کی طہارت بھی، دونوں اکٹھے ہونے چاہئیں۔ "ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے"۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷/ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں جو آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاھْجُر"۔ اسی آیت کا حصہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ "کہ ہر ایک قسم کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ ہجر دور چلے جانے کو کہتے ہیں"۔ یہ مراد نہیں کہ پلیدی ہے تو اس کو اتار پھینکو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے نکتہ ہمیں سمجھایا ہے کہ دور چلے جاؤ پلیدی سے۔ پلیدی تمہیں دور سے بھی نہ چھو سکے یعنی اس کا کوئی بھی بداثر تم پر کسی طرح بھی نہ پڑ سکے۔ "ہجر دور چلے جانے کو کہتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوا کہ **روحانی پاکیزگی چاہنے والوں کے لئے ظاہری پاکیزگی اور صفائی بھی ضروری ہے**۔ کیوں؟ ایک قوت کا اثر دوسری پر اور ایک پہلو کا اثر دوسرے پر ہوتا ہے۔ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں **جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے**۔ پھر ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی پاکیزگی کی ممد اور معاون ہے"۔

پھر فرمایا "اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے"۔ پس جس کے لئے غربت کی وجہ سے نہانے کی سہولتیں حاصل نہ ہوں اور بہت بڑی دنیا میں ایسی تعداد ہے جہاں پانی کی بھی کمی ہے اور غربت بھی ہر روز نہانے کی راہ میں حائل ہوتی ہے ان کے لئے کم سے کم جمعہ کو نہانا فرض ہے۔ "ہر نماز میں وضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے"۔ بعض دفعہ اکٹھے ہو جائیں تو بعضوں کو کوئی بیماری بھی ہوتی ہے ان کے بدن سے بدبو اٹھتی ہے۔ فرمایا "عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمّیت" یعنی زہر "اور عفونت سے روک ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۱۶۴)

اب کسی شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر یہ سوال اٹھایا اور ہمارے لئے بہت فائدے کا موجب ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ایک مسئلہ حل ہو گیا۔ کسی شخص نے کہا صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے، پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑے چونکہ عام طور پر فقیروں کے ہوتے ہیں اور میلے کچیلے بھی ہوتے ہیں اس لئے کسی صحابی نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے ان دو باتوں کو جوڑ دیا۔ صحابہ کے متعلق کہیں ذکر نہیں آیا کہ میلے کچیلے کپڑے ہوتے تھے۔ یہ ذکر موجود ہے کہ پیوند لگے ہوتے تھے تو اس زمانے کے فقیروں کو دیکھ کر اس نے از خود نتیجہ نکال لیا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "یہ جھوٹ ہے، میلے کچیلے ہونا اور بات ہے اور پیوند ہونا اور بات ہے"۔ غربت میں بھی پاکیزہ تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑوں کو بھی صاف رکھا کرتے تھے۔ "قرآن شریف میں آیا ہے وَالرُّجْزَ فَاھْجُر پس پاک صاف رکھنا ضروری ہے"۔(ملفوظات جلددوم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۰۲)۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔

پس آخری نصیحت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُر اپنے کپڑے صاف رکھ"۔ یہ احمدیوں کا شیوہ ہو جانا چاہئے۔ "بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو" یعنی اپنی گلیوں کو بھی صاف رکھو۔ "اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو" اسے بھی صاف رکھو۔ "پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو"۔(اسلامی اصول کی فلاسفی)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے۔

پس اس نصیحت کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور آخر پر ایک دفعہ پھر آپ کو یاد کراتا ہوں کہ **پاک اور صاف ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھنا بہت ضروری ہے**۔ اور جب درود پڑھیں گے تو اپنے منہ کا بھی خیال رکھیں گے، اپنے بدن کا بھی خیال رکھیں گے کیونکہ بعض لوگوں کے منہ سے ایسی بدبو آتی ہے کہ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جب یہ بدبو آتی ہے تو پھر تم درود نہیں پڑھ سکتے خدا کے فرشتے بھی دور

بھاگتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ منہ سے خوشبو کی لپکیں اٹھیں۔ منہ صاف اور پاک رہے پھر درود کا مزہ آئے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھے تو **مُحَرَّم کے خیال سے خصوصیت کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی آل پر درود پڑھیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونے کے نتیجے میں ظلموں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور بڑے دکھ اٹھائے ہیں انہوں نے مگر اپنے مسلک سے پیچھے نہیں ہٹے۔**

پس آپ بھی مُحَرَّم سے یہ سبق سیکھیں۔ آپ کی راہ میں بھی کانٹے بچھائے جائیں گے ، آپ کی راہ بھی دکھوں کی راہ ہے ، تکلیفوں کی راہ ہے۔ اپنے مظلوم بھائیوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو اس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور اس بات سے خدا کا شکر کریں کہ آپ کی مماثلت ظلم کرنے والوں سے نہیں بلکہ مظلوموں سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ ظلم کا دور بھی جلدی کاٹ دے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ہمیں نجات بخشے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجنے کے نتیجے میں یہ بات زیادہ قرین قیاس ہو جائے گی۔

اس کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور چونکہ آج سفر پہ بھی جانا ہے اس لئے یہ چند منٹ پہلے ختم ہونا خطبہ کا ناگوار نہ گزرے۔ میں نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ میں خطبہ کو کبھی اب تکلف سے کھینچ کر لمبا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ جتنا سہولت سے ہو گا اتنا ہی بیان کیا کروں گا۔

❁❁❁❁..........❁❁❁❁